اخوت ومساوات

الحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاضرینِ کرام! آج کی بابرکت مجلس میں ہماراموضوع ہے: اخوت ومساوات

اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿سورۃ الحجرات ۱۰﴾

.بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے باہمی تعلق کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

اس آیت میں "اِنَّمَا" کا لفظ حصر کے لیے آیا ہے، یعنی مومن صرف اور صرف آپس میں بھائی ہیں، اس کے سوا کوئی دوسرا رشتہ ان کے درمیان زیادہ مضبوط یا مقدم نہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مومن دوست ہیں، بلکہ فرمایا کہ وہ بھائی ہیں۔ بھائیوں کا تعلق فطری اور قلبی ہوتا ہے، جو مفادات پر نہیں بلکہ محبت، خلوص اور خیر خواہی پر قائم ہوتا ہے۔

ایمان کا رشتہ نسبی رشتے سے بھی زیادہ قوی ہے، کیونکہ نسبی رشتہ دنیاوی ہے جبکہ ایمانی رشتہ اللہ کے لیے ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت،

ہمدردی، ایثار اور تعاون کا سلوک کریں، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں اور کسی بھی قسم کی نفرت، حسد یا عداوت کو اپنے دلوں سے دور رکھیں۔

یہ آیت دراصل امتِ مسلمہ کے اتحاد، اتفاق اور باہمی احترام کی بنیاد ہے۔ اگر مومنین اس تعلیم پر عمل کریں تو ان کے درمیان کوئی تفرقہ یا دشمنی باقی نہیں رہ سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اسی آیت کے اگلے حصے میں حکم دیا کہ اگر دو مومن آپس میں لڑ پڑیں تو تم ان کے درمیان صلح کراؤ، کیونکہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور بھائیوں کے درمیان دشمنی زیب نہیں دیتی۔

یوں یہ آیت ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ ایمان کا تقاضا صرف عبادات نہیں بلکہ معاشرتی رویوں میں بھی اخوت، مساوات اور محبت کا مظاہرہ کرنا ہے۔ مومن وہ ہے جو دوسرے مومن کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، کیونکہ ایمان کی سچائی اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب دلوں میں باہمی اخوت راسخ ہو جائے۔

احادیث

حدیث مبارکہ میں ہے کہ

. عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: حضرت سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے (ظالموں کے) سپرد کرتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ جو کسی مسلمان سے اس کی ایک تکلیف دور

کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس (کے عیبوں) کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" [صحیح مسلم/کتاب البر والصلۃ والآداب/حدیث: ۶۵۷۸]

. عنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کی ایک دوسرے سے محبت، ایک دوسرے کے ساتھ رحم دلی اور ایک دوسرے کی طرف التفات و تعاون کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، جب اس کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو باقی سارا جسم بیداری اور بخار کے ذریعے سے (سب اعضاء کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر) اس کا ساتھ دیتا ہے۔"

. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بعضُه بَعْضًا وشبّك بين أصابعه"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے ساتھ ایک عمارت کے حکم میں ہے کہ ایک کو دوسرے سے قوت پہنچتی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے اندر کیا۔ [صحیح البخاري/کتاب المظالم والغصب/حدیث: ۲۴۴۶]

. عَنْ أَنَسٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی بن کر رہو۔

[صحیح مسلم/کتاب البر والصلۃ والآداب/حدیث: ٦٥٣٠]

. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيُرَدُّ عَلَى أَقْصَاهُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے خون برابر ہیں، اور وہ اپنے مخالفوں کے لیے ایک ہاتھ کی طرح ہیں، ان میں سے ادنی شخص بھی کسی کو امان دے سکتا ہے، اور سب کو اس کی امان قبول کرنی ہو گی، اور (لشکر میں) سب سے دور والا شخص بھی مال غنیمت کا مستحق ہو گا [سنن ابن ماجہ/کتاب الدیات/حدیث: ٢٦٨٣]

ان تمام احادیثِ مبارکہ سے جو عظیم اخلاقی سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام صرف عبادت یا ظاہری اعمال کا مذہب نہیں، بلکہ وہ انسانوں کے درمیان محبت، اخوت، عدل اور احترام پر مبنی ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ ان احادیث کا مرکزی پیغام یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے دشمن نہیں بلکہ بھائی ہیں، اور ایمان کی حقیقت تبھی پوری ہوتی ہے جب انسان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

ان تعلیمات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے خیر خواہ بنیں، دوسروں کے عیب تلاش کرنے کے بجائے ان کی اصلاح کی کوشش کریں، ان کے دکھ درد میں شریک ہوں، ان کی عزت کا خیال رکھیں اور کسی پر ظلم یا زیادتی نہ کریں۔ اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے ساتھ کھڑے ہوں،

اس کی مدد کریں، اور اسے اکیلا نہ چھوڑیں۔ یہ وہ عملی مظاہر ہیں جو ایمان کو مضبوط کرتے ہیں اور دلوں میں الفت پیدا کرتے ہیں۔

یہ احادیث ہمیں یہ بھی سکھاتی ہیں کہ کسی مسلمان کو حقیر سمجھنا، اس پر ہنسنا، یا اس کے عیبوں کو ظاہر کرنا دراصل ایمان کی کمزوری ہے۔ ایمان کا اصل تقاضا عاجزی، درگزر، اور ہمدردی ہے۔ جب ایک شخص اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے چاہتا ہے تو حسد، بغض، نفرت، اور کینہ خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، اور ان کی جگہ محبت، خیر خواہی اور اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان ایک جسم، ایک عمارت، اور ایک خاندان کی طرح رہیں۔ اگر کسی ایک فرد کو تکلیف پہنچے تو دوسرا خاموش نہ رہے بلکہ اسے اپنا درد سمجھے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو معاشرے میں امن اور عدل کو فروغ دیتا ہے۔ اگر ہر مسلمان ان اصولوں پر عمل کرے تو معاشرہ ظلم، ناانصافی، خودغرضی اور نفرت سے پاک ہو سکتا ہے۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان محض زبان سے کلمہ پڑھنے کا نام نہیں، بلکہ ایک طرزِ زندگی ہے جو محبت، اخلاص، خیر خواہی اور باہمی احترام پر قائم ہے۔ مسلمان کا ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب وہ دوسروں کے لیے نفع بخش ہو، کسی کے لیے نقصان یا دکھ کا باعث نہ بنے، بلکہ اپنی موجودگی سے دوسروں کے دلوں میں راحت اور اطمینان پیدا کرے۔ یہی حقیقی اخوتِ اسلامی اور ایمان کا اخلاقی معیار ہے۔

آج کے دور میں جب امتِ مسلمہ مختلف قومیتوں، فرقوں، زبانوں اور سیاسی مفادات میں بٹی ہوئی ہے، سب سے بڑی ضرورت اسی بات کی ہے کہ مسلمان پھر سے ایک ہو جائیں۔ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کی اسی تفرقہ پسندی سے فائدہ اٹھا کر انہیں کمزور کر رہے ہیں۔ ہم نے قرآن و سنت کے اس بنیادی پیغام کو بھلا دیا ہے کہ تمام مومن

ایک جسم کی مانند ہیں، اگر ایک عضو دکھے تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ آج امت کا ایک حصہ ظلم، فقر، اور ناانصافی کا شکار ہے جبکہ دوسرا حصہ خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ یہی غفلت امت کی کمزوری کا سبب بنی ہے۔ اتحادِ امت صرف ایک نعرہ نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا ہے۔ جب تک مسلمان ایک دوسرے کے دکھ درد کو اپنا دکھ نہیں سمجھیں گے، تب تک نہ عزت بحال ہو گی نہ طاقت۔ ہمیں اپنی ذاتی، لسانی اور قومی وابستگیوں سے اوپر اٹھ کر قرآن کی اس تعلیم کو اپنانا ہو گا کہ "انما المؤمنون اخوۃ"۔ جب یہ اخوت دلوں میں راسخ ہو جائے گی، تو امت دوبارہ وہی قوت اور عظمت حاصل کرے گی جو نبی اکرم ﷺ کے دور میں تھی۔ آج وقت کا سب سے بڑا جہاد یہی ہے کہ ہم اپنے دلوں سے نفرت، حسد اور تعصب کو نکال کر ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص، محبت اور ایمان کے رشتے کو مضبوط کریں، کیونکہ امت کی کامیابی اسی اتحاد میں پوشیدہ ہے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نِیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ